میں پڑے ہوئے تھے۔''

﴿هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝﴾[الجمعة ۲] ''اللہ ہی ہے جس نے ان پڑھ لوگوں میں ان ہی میں سے ایک رسول ﷺ بھیج دیا جو ان پر اس کی آیات پڑھتا ہے، ان (کے عقائد و اعمال) کی اصلاح کرتا ہے اور ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ یہ لوگ اس سے قبل واضح گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

{9} رسول اللہ ﷺ ''حکمت بھری نصیحت'' پر بھی مأمور ہیں

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِیْنَ ۝﴾[النحل ۱۲۵] ''اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ دعوت دیجیے، اور ان کے ساتھ عمدہ طریقے سے بحث و مباحثہ کیجیے۔ بلاشبہ آپ کا رب اس کی راہ سے بھٹکنے والے کو خوب جانتا ہے، اور وہ ہدایت پانے والوں سے بھی بخوبی آگاہ ہے۔''

یہ ''دعوت'' اور ''پرحکمت نصیحت'' صرف تلاوت قرآن پاک نہیں، ساری سیرت نبویہ اور اجماع امت اس پر شاہد ہے۔

❁❁❁❁❁❁❁

لا إلٰهَ إلا اللّٰهُ کا مطلب

لا إلٰهَ إلا اللّٰهُ کا ترجمہ ہے: ''نہیں ہے کوئی معبود برحق مگر اللہ''

یعنی: ''لا معبودَ بحقٍ إلا الله'' یعنی حقیقی کوئی معبود اللہ کے علاوہ نہیں ہے۔ الٰہ کے معنی ہیں: وہ ذات جس کی عبادت میں دل وارفتہ ہو۔ یعنی اس کی طرف دل مائل ہوں اور حصول نفع یا ازالۂ نقصان کے لیے اس کی طرف رجوع کریں۔

یہ کلمہ نفی اور اثبات کا مجموعہ ہے؛ کائنات عالم میں کسی اور معبود کے لائق عبادت نہ ہونے کی نفی۔ اور اللہ تعالیٰ کے معبود برحق ہونے کا اثبات۔ یعنی مشرکوں نے جتنے بھی معبود بنا رکھے ہیں، سب باطل ہیں۔

جیسے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے: ﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ﴾ [سورة الحج ٦٢] ''یہ اس لیے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جن کو وہ پکارتے ہیں وہ سب باطل ہیں۔''

بشکریہ از: (شرک کی حقیقت) مرسلہ: عبدالعزیز خان طالب علم

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

تزکیہ نفس

عیوب نفسانی کی اصلاح

سماحة الشيخ صالح بن عبدالله بن حميد ۔ حفظه الله ترجمہ: ابو محمد عبدالوہاب خان

امام وخطیب مسجد حرام مکہ مکرمہ **سماحة الشيخ صالح بن عبدالله بن حميد** حفظه الله نے سہ روزہ دورہ کویت کے اختتام پر جامع مسجد بتلة الخرينج میں "إصلاح عيوب النفس" کے موضوع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا تھا، جس کی اہمیت کے پیش نظر مجلہ "الفرقان" کویت شمارہ (۷۲۵) سے ترجمہ کر کے پیش کیا جا رہا ہے:

"خود احتسابی" اصلاحِ نفس کا واحد راستہ ہے

عاقبت کا اندیشہ رکھنے والا شخص خود اپنا احتساب کرتا ہے۔ یہی خود احتسابی اصلاح کی سنگ بنیاد ہے اور نفس کی درستی میں مشغولیت ہی نیکی کا طریقہ ہے۔ یہ خود احتسابی اور اصلاحِ نفس عزم صمیم، پابندی اور سنجیدگی کا تقاضا کرتے ہیں۔ یقیناً جو کوئی غیر مفید امور میں الجھا رہے، مفید امور سے تہی دست رہتا ہے۔ اصلاحِ نفس کی امانت بہت عظیم ہے۔ اور یہی ذمہ داری نفس پر بہت گراں ہے۔ عمر انسانی مختصر ہے اور سب سے بڑا فائدہ "وقت کی حفاظت" ہے۔ اور بہترین غنیمت نفس کا احتساب ہے۔

عصر حاضر میں مشکلات بہت بڑھ گئی ہیں۔ دھوکے میں مبتلا کرنے والی اور اصل مقاصد سے غافل کرنے والی چیزیں بہت زیادہ ہوگئی ہیں؛ پس مسلمان پر فرائض کا ہجوم امڈ آیا ہے، اور اوّلیت کے حامل امور میں باہم تصادم ہونے لگا ہے۔ نفسیاتی طبیعت کا عجوبہ ہے کہ غیر مفید امور میں بہت زیادہ لذت وسرور محسوس کرتے ہوئے انسان انہی میں منہمک رہتا ہے، اور فضول کاموں میں وقت، مال اور صلاحیت کو ضائع کرتا رہتا ہے۔ لوگوں کے نقائص کی چھان بین اور غلطیوں کے تذکرے میں کس قدر دلچسپی اور سرگرمی کا مظاہرہ کرتا ہے!! کتنے ہی باصلاحیت لوگ غیر اصلاحی تنقید پر اپنی ساری قابلیت اور مہارت نچھاور کرتے ہیں!! اگر آپ غور وفکر سے کام لیں تو روز روشن کی طرح عیاں ہوجائے گا کہ گھٹیا لوگ ہی چھوٹی چھوٹی غلطیوں کے پیچھے پڑتے ہیں اور بیکار افراد ہی دوسروں کے عیوب کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں۔

مسلمانو!! امتِ اسلامیہ کی بہت ساری مشکلات ومصائب، تکلیفیں اور پریشانیاں امور سیاست سے ہیں نہ اقتصادی مسائل سے، نہ دشمنوں کے غلبے سے ہیں اور نہ بین الاقوامی دباؤ سے؛ بلکہ امت کا سب سے بڑا المیہ ہر فرد کی

ذمہ داریوں میں کوتاہی کی وجہ سے ہے: ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ﴾[الرعد ۱۱]

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال خود آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

''غیر متعلقہ امور میں عدم مداخلت'' ہی ''حسنِ اسلام'' کا ثمرہ ہے

امتِ اسلامیہ کے فرزندانِ توحید! ان تمام مشکلات اور آلام ومصائب میں اس عظیم فرمانِ نبوی پر توجہ مرکوز رکھیں۔ یہی حدیث اسلامی آداب کا معیار اور تقوی کی دلیل ہے۔ یہی خود احتسابی کا اصول اور درستی کا مظہر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ'' [موطأ ح:۳۳۵۲، الترمذی ۲۴۸۷، ابن ماجہ ۳۹۷۶ وصححه الألبانیؒ] ''آدمی کے مسلمان ہونے کی خوبی غیر متعلقہ امور میں عدم مداخلت ہے۔''

علمائے امت فرماتے ہیں: یہ حدیث شریف تہذیب وطہارت نفسانی کے اصولوں میں سے بڑا کلیدی اصول ہے۔ حتیٰ کہ بعض اہل علم نے اس کو ''ثلث الإسلام'' قرار دیا ہے، کیونکہ اس میں سارے کا سارا تقوی سمایا ہوا ہے۔ ایسا کیوں ہے؟ مسلمانو! اس لیے کہ غیر متعلقہ امور میں دخل دینے سے بچنا نفس انسانی پر اتنا بھاری ہے، جس پر تندرست دل ودماغ اور طاہر ومطہر نفس کو ہی قدرت حاصل ہوتی ہے، ایسے نفوس جن کا ظاہر وباطن بالکل پاکیزہ ہو۔ یہ چیز بیمار دلوں اور خباثت زدہ نفوس پر ان کی بیماری اور خباثت کی شدت کے حساب سے بھاری اور مشکل ہوتا ہے۔

قلبِ سلیم کا شرف رکھنے والے اس حدیث شریف پر عمل کی برکت سے راحت وسکون میں رہتے ہیں اور ان کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے لوگ سلامت رہتے ہیں۔ ایک شخص حضرت ابو دجانہ سماک بن خرشہ بدری انصاری رضی اللہ عنہ (شہادت ۱۲ھ) کے پاس عیادت کے لیے حاضر ہوا تو بیماری کے عالم میں چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا۔ وجہ پوچھنے پر فرمایا: ''میرا سب سے تسلی بخش عمل یہ ہے کہ میں غیر متعلقہ امور میں بات کرنے سے گریز کرتا تھا؛ جبھی تو میرا دل اہل اسلام کے بارے میں صاف رہتا تھا۔'' [طبقات ابن سعد ۳/۵۵۶، الإصابة ۴/۵۸]

امام مالکؒ فرماتے ہیں: ''آدمی جب تک غیر متعلقہ امور میں بولنا ترک نہ کرے اور اپنے ہی کام سے کام نہ رکھے، اسے فلاح حاصل نہیں ہوگا۔ جب ایسا کرے، تو اس کے دل کو کشادگی ملنے کا وقت آئے گا۔''

حافظ ابن القیمؒ فرماتے ہیں: ''آپ کتنے ہی لوگوں کو بے حیائیوں اور گناہوں سے پرہیز کرتے ہوئے پائے گا، جبکہ ان کی زبان زندہ اور فوت شدہ لوگوں کی عزتوں کو پامال کر رہی ہوتی ہے۔ اس کا منہ کیا کچھ اگل رہا ہے' اسے کوئی پروا نہیں ہوتی؛ حتی کہ یہ شخص اپنے تئیں ہلاکت میں ڈال دیتا ہے۔''

غیر مفید باتیں کرنے اور سننے کی شہوت و چاہت

جب آدمی کا ''اسلام'' سوکھ کر کھردرا ہو جائے تو یہ روکھا پن اس کے کردار اور غیر مفید اقوال و اعمال کی شدید مصروفیات سے ہی ظاہر ہو جاتا ہے؛ چہ جائیکہ وہ حرام، مشتبہ اور مکروہ امور کا مرتکب ہو، جن کا اس کی ضرورت سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ اور وہ انہی میں اپنا وقت صرف کرتا ہے، اور اس کی خاطر اپنی ہمت اور صلاحیت کو بروئے کار لاتا ہے۔

یقیناً غیر متعلقہ امور میں مذموم مداخلت میں سب سے پہلے غیر ضروری گفتگو اور فضول باتوں پر کان لگانا اور غور و فکر کرنا شامل ہے۔ کتنی ہی مجلسیں منعقد ہوتی ہیں، دعوتیں اڑائی جاتی ہیں، راتیں کاٹی جاتی ہیں' جن میں شرکت کرنے والے بے مقصد چیزوں میں ٹائم پاس کرتے اور غیر متعلقہ امور میں گپیں ہانکتے رہتے ہیں۔ اور ایسی ایسی باتوں میں لگے رہتے ہیں، جن کا مرتکب ہونے سے اللہ تعالیٰ نے ان کے ''ہاتھوں اور قدموں'' کو پاک رکھا ہوتا ہے۔ اب وہ بتکلف اپنی ''زبانوں اور کانوں'' کے ذریعے ان میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ جبکہ کبھی تو ''زبانوں اور کانوں'' کے ذریعے ہونے والی شرکت' براہِ راست ہاتھ پاؤں کے ذریعے ہونے والی شرکت سے بھی زیادہ سنگین اور ہلاکت خیز ہو سکتی ہے۔ فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے: ''......وَ هل يكبُّ الناسَ في النار على وجوهِهم إلا حصائدُ ألسنتِهم ؟!'' [الترمذی ح: ٢٨٢٥ وقال: حسن صحيح وصححه الألبانی] ''اور کیا لوگوں کو اوندھے منہ دوزخ میں گرانے والی چیز ان کی زبانوں کی کمائی کے سوا کچھ ہے؟!''

ہاں اللہ کے بندو! یقیناً غیر متعلقہ امور میں عدم مداخلت کا پیمانہ بندے کی زبان، کان اور آنکھ کی حفاظت کا معیار ہے۔ اور ''بات'' کا میدان اس زمانے میں بہت وسعت اختیار کر گیا ہے۔ یہ مختلف وسائل سے ظاہر ہوتی ہے: اب یہ سنی جاتی ہے، لکھی جاتی ہے، رسائل و اخبارات میں پڑھی جاتی ہے، ریڈیو اور فون وغیرہ سے سنی جاتی ہے، ٹیلی ویژن اور جدید ٹیکنالوجی پر ہر جگہ و ہر وقت دیکھی اور سنی جاتی ہے۔ اور ریکارڈ میں محفوظ بھی کی جاتی ہے۔

آج نجی محفلوں اور میڈیا میں اکثر و بیشتر فضول باتوں اور بیہودہ حرکات کے ذریعے لوگوں کی عزتوں کو پامال کیا

جارہا ہے، ان کے کردار کو داغدار کیا جارہا ہے، ان کے عیوب ونقائص کو اچھالا جارہا ہے، لوگوں کی غلطیوں سے آگاہی پر خوشی کا اظہار کیا جارہا ہے، اوران تمام کی نشرواشاعت سے ''لطف'' اٹھایا جارہا ہے۔ کسی خاص شرعی مقصد اور ضرورت کے بغیر لوگوں کی حالتوں اور خبروں کے بارے میں بکثرت سوالات داغے جاتے ہیں۔ اوران کے اندرونی معاملات اور ذاتی حالات کی چھان بین اور قیاس آرائیاں کی جاتی ہیں۔

یہ معاملہ انتہائی ہلاکت خیز اس وقت ہوجاتا ہے جب لوگ نیک، دیندار اور پرہیزگار علماء اور افراد کی عزتوں پر زبان درازی کرنے لگیں۔ خاص طور پر جب اس کے مقاصد خفیہ یا اعلانیہ طور پر لڑانا، ظلم کی حد تک انتہا پسندی، اور زبان، آنکھ اور حرکات وسکنات کے ذریعے عیب جوئی اور عقائد ونیتوں پر حملے وغیرہ ہوں۔

لاعلمی کے ساتھ غیر متعلقہ امور میں بات کرنا بھی دخل اندازی ہے

مسلمانو! غیر متعلقہ امور میں مداخلت کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ آدمی کو جس شعبے میں مہارت، پختگی اور علم حاصل نہ ہو اور جو اس کا خاص مضمون نہ ہو' اس میں دخل دے۔ خصوصا جب یہ مسئلہ اختلافی ہو! دراصل اس شخص کو صرف غیض وغضب، غلبہ دکھانے اور اپنی قدر افزائی کے ساتھ دوسرے کی شان گھٹانے کا جذبہ اس کام پر اکساتا ہے۔ اوراس کا مقصد صرف حصول عہدہ، بتکلف علم کا اظہار اور لوگوں کو اپنے قدموں پر جھکانا اوران کی توجہ حاصل کرنا ہوتا ہے۔

اگر یہ جذبہ آدمی کو سخت اختلاف اور جھگڑے ابھارنے پر، دوسرے کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی کرکے بری باتوں کے اظہار، افواہوں، دروغ گوئیوں اور خود ساختہ خبروں کو پھیلانے پر مجبور کرے۔ اور آدمی محض یک طرفہ اندازوں، بدگمانیوں، قیاس آرائیوں اور بہتانات میں گھس جائے تو اس سے بڑھ کر ہلاکت خیز اور کربناک المیہ کیا ہوسکتا ہے! ﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُجَادِلُ فِي اللَّهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ۝﴾ [الحج ۸] ''اور کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کسی علم، ہدایت اور روشن کتاب کے بغیر جھگڑا کرتے ہیں۔''

عزیزو! اگر علم سے کورے اشخاص خاموشی اختیار کرتے تو یقیناً اختلاف بہت کم ہوتا۔ اور ایسے مواقع پر خاموشی مردانِ خود آگاہ کی علامت ہے۔ اور مناسب موقع پر ہی بولنا نہایت بلند صفت ہے۔

غیر متعلقہ امور میں مداخلت کی ایک صورت اخبار اور احوال کی باریک بینی کرکے بال کی کھال اتارنا، تفاصیل اور تبصروں میں حد اعتدال سے تجاوز کرنا بھی ہے، جس کا کوئی فائدہ نہ ہو۔ اور عقل مند و خیرخواہ شخص ایسی باتوں میں الجھنے

سے قبل اپنے دل سے دریافت کرتا ہے۔اور اپنی بصیرت قلبی کے ذریعے ذہن کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

ہر مسلمان کی عموماً اور طالبانِ علم، تعلیم یافتوں اور مفکرین کی خصوصاً ذمہ داری یہ ہے کہ موجودہ دور کی نئی ایجادات کے استعمال میں اپنی متاع زندگی صرف کرنے سے بچیں؛ بلکہ کم اہمیت والی کسی بھی چیز میں مصروف نہ ہوں۔ان کو پڑھنے، سننے، سیکھنے اور دیکھنے کی تمام چیزوں کے انتخاب میں بہت احتیاط اور چھان بین کا اہتمام کرنا چاہیے۔پس ہر وہ مسئلہ یا معاملہ جس کی بنیاد کسی مفید کام پر نہ ہو' اس میں مشغول ہو جانا غیر متعلقہ امور میں مداخلت کے ضمن میں شامل ہے۔لہٰذا عقل مند آدمی کو چاہیے کہ اپنے قیمتی وقت، محنت اور مال کے استعمال میں حد سے تجاوز کرنے سے ہمیشہ اجتناب کرے۔

غیر متعلقہ امور میں مشغولیت کی سزائیں

اللہ کے بندو! غیر متعلقہ امور میں وقت لگانے کے نتیجے میں توفیق خیر میں کمی آتی ہے، رائے خراب ہو جاتی ہے، حق پوشیدہ ہو جاتا ہے، دل سخت ہو جاتا ہے، عمر کی برکت مٹ جاتی ہے، علم سے محرومیت ہوتی ہے، اور پرہیزگاری کم ہو جاتی ہے۔ہمارے رب نے ہر سنی سنائی بات آگے پہنچانے اور بکثرت سوال کرنے کو ناپسند کیا ہے۔[بخاری ۱٤۷۷]

مشہور زاہد سہل بن عبداللہ تستریؒ [ت:۲۸۳ھ] کہتے ہیں: جس نے غیر متعلقہ امور میں کلام کیا' وہ سچائی سے محروم ہو جاتا ہے۔آپؒ کہتے ہیں کہ یہ بات ہر کسی کو معلوم ہے کہ انسان کا غیر متعلقہ امور میں بات کرنا اللہ تعالیٰ کی مدد سے محرومی کی علامت ہے۔

ایک صحابی کی وفات پر کسی نے کہا: ''تجھے جنت کی بشارت ہو' یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**أو لا تدری ؟! فلعله تكلم بما لا يعنيه أو بخل بما لا يغنيه**'' [قال الألباني: الصحيح أنه قال ذلك في المريض، الضعيفة ٦١٠٧] ''تجھے کیا خبر! شاید اس نے غیر متعلقہ معاملے میں بات کی ہو، یا اپنے کام نہ آنے والی چیز میں کنجوسی کی ہو۔''

غیر متعلقہ امور میں مداخلت کرنے سے اللہ کی اطاعت میں بوجھ محسوس ہوتا ہے، اور نفع بخش چیزوں میں کوتاہی پیدا ہوتی ہے۔اور یہ عادت بلند پایہ معاملات اور اعلیٰ ہمتوں سے انسان کو نیچے گراتی ہے۔

غیر متعلقہ امور میں مداخلت' ذمہ داریوں سے فرار ہے، بے بسی اور سستی کی نشانی ہے، مصلحتوں سے لاعلمی ہے۔

"**المسلمُ مَن سلمَ المسلمون مِن لسانِه ويده، والمهاجر مَن هجرَ ما حرم اللهُ**" [صحيح البخاري الإيمان ح: ١٠، الرقاق ح: ٦٤٨٤] ''اصل مسلمان وہ ہے' جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں، اور